مولانا محمد فرید مفتی دارالعلوم حقانیہ

آسمان سے انکار

ایک سوال کے جواب میں

تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید اُس ذات کی کتاب ہے جس نے تمام عالم کو پیدا کیا۔ اور کارخانۂ عالم کے تمام پرزے اور ان میں جو خاصیت اور قوت رکھی گئی ہے صرف اس ذات کے علم میں ہے، تو ایسی ذات کے کلام کا ایسے امور پر مشتمل ہونا ناممکن ہے جو واقعات اور حقائق کے مخالف ہوں۔ اسی بناء پر یہ ناممکن ہے کہ قرآن اور سائینس کی صحیح تحقیقات میں تضاد اور مخالفت ہو۔ سائینس کی تحقیقات قرآن کے مخالف اور متضاد معلوم ہوں، تو ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ مخلوق سے اس میں کوئی غلطی ہوئی ہے، خالق اور مالک کی اپنے بنائے ہوئے کارخانہ کے بارہ میں بدگمانی ناممکن ہے۔ تو ایسی رسمی تحقیقات میں اگر لوگ نظر ثانی اور مکمل تحقیق کریں اور صرف تخمینہ اور اندازہ سے کام نہ لیں تو ضرور اپنے نظریہ کا غلط ہونا ان پر منکشف ہوجائے۔ ہر مسلمان کو یہ طریقہ کار اختیار کرنا ضروری ہے۔

موجودہ دور میں سائینسدانوں نے ایسے عجیب عجیب نظریات دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں کہ غیر مسلم تو درکنار بعض مسلمان بھی ان سے متاثر اور مرعوب نظر آتے ہیں جو آنکھیں بند کرکے سائینسدانوں کے ہر نظریہ کو قبول کرنے پر آمادہ ہو رہے ہیں، حالانکہ اندھی تقلید کرنا اور بلادلیل کسی سے مرعوب ہونا نہ عقل کا تقاضا ہے اور نہ شرع کا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عقول کو متفاوت پیدا کیا ہے۔ کسی کی عقل کمزور اور نارسیدہ ہے، اور کسی کی قوی اور دور رس۔ یہی وجہ ہے کہ گذشتہ سائینسدانوں کے نظریات جدا تھے اور موجودہ زمانہ کے سائینسدانوں کے نظریات الگ ہیں۔ ایک سائینسدان کا نظریہ الگ ہوتا ہے تو دوسرے کا الگ۔ بلکہ بسا اوقات ایک شخص ایک وقت میں ایک نظریہ رکھتا ہے اور دوسرے وقت اپنی تحقیق سے رجوع کرلیتا ہے۔ تو جب عقل

کا یہ حال ہے تو کسی سے بلا دلیل مرعوب ہونا اور اسکی اندھی تقلید کرنا سراسر غلط اور خلاف عقل ہے۔ بلکہ اسکی دلیل پر غور کرنے کے بعد کوئی رائے قائم کرنا صحیح طریقۂ کار ہے۔

وہ دلائل جن کے ذریعہ ہم کسی چیز کے متعلق یقین حاصل کرتے ہیں ، تین ہیں۔ ۱۔ اوّل حواس خمسہ یعنی سامعہ، باصرہ ، شامہ ، لامسہ ، ذائقہ ہیں جن کے ذریعہ ہم محسوسات پر علم اور یقین حاصل کرتے ہیں ، بشرطیکہ یہ حواس صحیح ہوں آفت رسیدہ نہ ہوں۔ تو احول (بھینگا) کو ایک چیز کا دو محسوس ہونا اور صفراوی مزاج والے کو میٹھی چیز تلخ محسوس ہونا چونکہ خارجی آفت کی وجہ سے ہے تو یہ غلطی حواس کے ذرائع یقین ہونے میں ہرگز خلل انداز نہیں ہو سکتی ۔ ۲۔ دوسری دلیل عقل ہے جس کے ذریعہ ہم ایک غیر محسوس چیز پر یقین کر سکتے ہیں۔ اور جہاں حواس کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ وہاں سے عقل کا کام شروع ہوتا ہے۔ مثلاً جب ہم دھواں دیکھتے ہیں تو باوجود اس کے کہ ہمیں آگ نظر نہیں آتی ہمارا سو فیصد یقین ہوتا ہے کہ یہاں آگ موجود ہے۔ اور جب ہم خاک کا اڑنا اور پتوں کا ہلنا دیکھتے ہیں تو ہمیں یقین ہوتا ہے کہ ہوا موجود ہے اور اس کا بھی کوئی وجود ہے۔ اسی طرح جب ہم چاند کا گھٹنا بڑھنا دیکھتے ہیں تو ہم یہ یقین کرتے ہیں کہ چاند کی روشنی سورج سے حاصل ہے۔ ۳۔ تیسری دلیل کسی معتمد شخص کی اطلاع اور اخبار ہے ، جس کے ذریعہ ہم ان چیزوں پر علم حاصل کرتے ہیں ، جن کی پہچان سے حواس اور عقل عاجز ہوں۔ مثلاً ایک شخص نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ نہیں دیکھا لیکن اس کا ان شہروں کے وجود پر پورا یقین ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ صرف عقل نے اپنے پر کفایت کی ہے ، بلکہ اسے معتمد اطلاعات کی وجہ سے یہ یقین اور علم حاصل ہوتا ہے۔ اور ایک اندھا جو کہ نہ تو کنواں اور سانپ دیکھ سکتا ہے۔ اور نہ عقل کے ذریعہ اسے یہ معرفت حاصل ہو سکتی ہے۔ تو اس کے لئے ایک معتمد شخص کی اطلاع واحد ذریعہ ہے۔ جس سے یقین حاصل کر سکتا ہے۔ اور اندھے کا یہ کہنا کہ جب تک میری سمجھ میں نہ آئے کہ یہ سانپ اور کنواں ہے تو میں ماننے کو تیار نہیں ہوں ، یہ سراسر بے وقوفی ہوگی۔

بسا اوقات بعض لوگ کسی چیز کے وجود سے صرف اسی وجہ سے انکار کر بیٹھتے ہیں کہ یہ چیز نہ ہم نے دیکھی ہے اور نہ ہماری سمجھ میں آتی ہے ، مختصر یہ کہ ہمیں اس کے وجود پر کوئی دلیل معلوم نہیں لہذا یہ چیز موجود نہیں ہے۔ مگر اسطرح انکار کرنا غلط ہے کیونکہ کسی کی بے علمی سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور لوگوں کو بھی اس چیز کی دلیل کا علم اور خبر نہ ہو۔ مثلاً ایک عامی اس سے انکار کرے کہ چاند اپنی روشنی سورج سے حاصل کرتا ہے اور یہ کہے کہ یہ میری سمجھ میں نہیں

آتا، تو چونکہ اوردں کو دلیل سے یہ بات ثابت ہے کہ چاند اپنی روشنی سورج سے حاصل کرتا ہے لہذا پہلی بات قابلِ سماعت نہ ہوگی۔

موجودہ دور کے سائنسدانوں کا خیال ہے کہ آسمان کا کوئی وجود نہیں، وہ کہتے ہیں کہ یہ نیلگوں چیز جو نظر آتی ہے یہ حدِ نگاہ ہے ـــــ مگر یہ سراسر غلط ہے کیونکہ قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہے کہ آسمان کا ایک مضبوط رنگدار وجود ہے، جس میں دروازے بھی ہیں۔ اور بعض آثار و روایات میں تو ہر ایک آسمان کا مادہ بھی بیان کیا گیا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ آسمان زمین سے پانچسو سال کی مسافت پر دور ہے اور اگر تین میل فی گھنٹہ کی رفتار سے بھی مسافت ہو تو ایک کروڑ انتیس لاکھ ساٹھ ہزار میل تقریباً بنتے ہیں ـــــ اور رنگ کے متعلق ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نیلا ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ سرخ ہے، لیکن دوری اور فاصلہ کی وجہ سے نیلا دکھائی دیتا ہے، جیسا کہ رگ میں، خون پردہ کی وجہ سے، اور سرخ پہاڑ دوری کی وجہ سے نیلگوں نظر آتا ہے۔ البتہ قیامت کے دن آسمان کا اصلی رنگ دکھائی دے گا۔ یا نظر کے تیز ہونے کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ اس دن تمام حقائق منکشف ہوں گے ـــــ جس کا فکانت وردۃ کالدھان۔ میں ارشاد کیا گیا ہے ـــــ۔

قرآن وحدیث کے دلائل سے بے خبر ہونے کی وجہ سے آسمان کو حدِ نگاہ خیال کرنا ایک بہت بڑی غلطی ہے ـــــ ایک اندھا آدمی جسے کوئی چیز نظر نہ آتی ہو اُسے کسی دور پڑی ہوئی چیز کے وجود کے بارے میں ایک عام آدمی سنجیدگی سے بتا دے تو وہ فوراً یقین کر لیتا ہے حالانکہ اُسے کچھ بھی نظر نہیں آتا ـــــ اور ہمارے پاس آسمان کے وجود کے بارے میں ایک معتمد ذات (پیغمبر علیہ السلام) کی اطلاعات، اخبارات اور مشاہدات موجود ہوں اور پھر بھی ہم آسمان کو حدِ نگاہ کہیں تو یہ کسقدر عجیب بات ہے ـــــ ایک سائنسدان کا مشاہدہ یا اطلاع قابلِ تسلیم ہو سکتی ہے، تو کیا ایک مخبرِ صادقؐ کی ایسی کوئی اطلاع قابلِ تسلیم نہیں ہو سکتی ـــــ؟

ماہنامہ البلاغ
اشاعت خصوصی
جہاد ستمبر

علماء میں سے مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا عبدالحق صاحب (اکوڑہ خٹک) مولانا مفتی محمود صاحب۔ مولانا اطہر علی صاحب، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب۔ ماہرینِ دفاع میں سے میجر جنرل محمد اکبر خان، بریگیڈیر گلزار احمد، ونگ کمانڈر حسن الدین کے غیر مطبوعہ مضامین۔ شعراء میں سے رئیس امروہی، عبدالعزیز خالد، تابش دہلوی، ذکی کیفی اور شاعر لکھنوی کی تازہ منظومات جہاد اور دوسرے دلچسپ اور مفید مضامین۔

فی پرچہ ۷۵ پیسے ـــ (البلاغ - دارالعلوم کراچی ۱۴) ـــ سالانہ چھ روپے